إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسىٰ أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار — قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵	مؤرخہ ۷ جنوری ۱۹۲۷ء	یوم جمعہ	مطابق ۲ رجب المرجب ۱۳۴۵ ہجری	جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ناساز ہے اللہ تعالیٰ حضور کو شفاء کاملہ سے رکھے ٭

بچوں کی تربیت کیلئے جو انجمن انصار اللہ قائم فرمائی ہے سوموار عصر کے بعد انکو حسب معمول مزید ہدایات سے سرفراز فرمایا ٭

ابھی ایک سو مہمان جلسہ سالانہ کے دارالامان میں تشریف رکھتے ہیں ٭

منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل نے ایک ماہ کی مزید رخصت کی درخواست کی ہے۔ آپ کے پاؤں کا زخم ابھی اچھا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ صحت بخشے احباب دعا فرماتے رہیں ٭

میاں نذیر احمد صاحب چغتائی اسسٹنٹ ایڈیٹر بھی دو ماہ سے رخصت پر جا رہے ہیں ٭

مَیں دنیا پہ دیں کو مقدم کرونگا

معاہدۂ بیعت

(جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

"مَیں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا" — اِسی عہد پر اپنے قائم رہونگا
گروں گا پڑونگا جیوں گا مروں گا — مگر قول دے کر نہ ہرگز پھروں گا

مَیں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا

مُلمّع ہے احوالِ دنیائے فانی — محبت زبانی۔ عداوت نہانی
خوشی اسکی کوئی نہیں جاودانی — مُکدّر ہے ہر عیش اور زندگانی

مَیں دنیا پہ دیں کو مقدم کرونگا

بُرائی۔ نفاق اور جھوٹی ستائش — غلاظت نجاست کی زریں نمائش
دِلوں میں جلن اور سینوں میں کاوِش — جہنّم ہے دنیا کی یارو رہائش

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کروں گا

اگر دین کو اپنے کر پاؤں قائم | تو فضلوں کا وارث بنوں گا میں دائم
نہ گذرے گی یہ عمر مثلِ بہائم | نہ مالک کی خفگی نہ کچھ لومِ لائم

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کرونگا

یہ اہلِ جہاں ۔ خاص ہوں یا کہ عامی | زن و مال کی کر رہے ہیں غلامی
حکومت کے ۔ عزت کے ۔ سب ہیں سلامی | نہیں دینِ بیکس کا کوئی بھی حامی

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کروں گا

خدا کا ادب اور خلقت پہ شفقت | خلوص و نصیحت ۔ طریقِ محبت
"تخلّق باخلاقِ باری" بغائت | عزیزو! یہی دین کی ہے حقیقت

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کرونگا

مجھے زالِ دنیا سے کیا ہوگا حاصل | طمع اور حسد اور جملہ رذائل
مرا علم باطل ۔ مری عقل زائل | خدا اور بندے میں پردہ ہو حائل

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کرونگا

اسے کوئی مل ڈالے پیروں کے نیچے | تو چلتی ہے پھر آپ اُس کے پیچھے
جو دب جائے سر پر ہے چڑھتی اُسی کے | مگر میں چلوں گا کہے پر نبی ؐ کے

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کرونگا

اُدھر مال و دولت ۔ اِدھر علم و حکمت | اُدھر بے لگامی ۔ اِدھر حق سے بیعت
وہاں حُبِّ فرزند و زن ۔ جاہ و حشمت | یہاں معرفت ۔ مغفرت اور جنّت

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کرونگا

جو دنیا پہ دیں کو کروں گا مقدّم | تو وہ میرا دلبر ۔ وہ جانانِ عالم
وہ مقصود و مطلوبِ ابنائے آدم | اُٹھا دیگا چہرے سے پردہ اُسی دم

میں دنیا پہ دیں کو مقدّم کروں گا

مجھے نفس و شیطاں سے یا رب بچانا | نہیں ورنہ اپنا کہیں بھی ٹھکانا
جو کمزور ہو ۔ اُسکو کیا آزمانا | مرا عہد یہ ہے ۔ خود ہی پورا کرانا

کہ "دنیا پہ دیں کو مقدّم کروں گا"

(آمین)

ایک خاتون کا خواب

میں نے خواب میں خدائے کریم کی قدرت دیکھی جسے مان چکی ہوں۔ وہ خواب یہ ہے:۔ کسی بہت بڑے جنگل میں سے بہت لوگ آ رہے ہیں مگر سب مرد ہی ہیں انکے ساتھ صرف میں ہی عورت ہوں۔ سب لوگ چلتے چلتے بہت دور نکل آئے مگر کہیں شہر یا راستہ کا پتہ نظر نہیں آتا۔ آخر بہت دور نکل جانیکے بعد ایک دریا نظر آیا۔ جب سب لوگ دریا کے قریب آئے تو سوائے پانی کے آگے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ ہم سب لوگ جو کئی ہزار کی تعداد تھے۔ پانی دیکھ کر بہت گھبرائے اور پریشان کھڑے رہ گئے کہ کیا کریں تو اتنے میں ایک بزرگ نمودار ہوئے اور ہم سب نے کہا کہ دولہا کو آگے کرو۔ ہم اسی فکر میں ہیں کہ کون دولہا اور وہ دولہا کہاں ہے تو وہی بزرگ آپکو لے آیا اور فرمایا یہ ہے دولہا۔ آپ نے بسم اللہ کر کے پانی میں پاؤں ڈالدیا۔ دریا کا پانی ادھر ادھر ہو گیا۔ بیچ میں رستہ ہو گیا صاف سڑک نظر آنے لگی۔ آپ آگے تھے اور ہم سب لوگ پیچھے پیچھے پار نکل آئے۔ اس خواب کے بعد میرا پورا یقین ہو گیا اور بیعت کرنیکو دل بہت چاہتا ہے اور تنگی کیوجہ سے یہ مراد پوری تا حال نہیں ہوئی۔ میں مفتی فضل الرحمن صاحب کی حقیقی بہن ہوں اور حضرت خلیفۃ اول صاحب کی بھتیجی ۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ

میں نے چالیس احمدیوں کے مرتد ہونیکی غلط خبر دی تھی

بہت عرصہ ہوا کہ میرے چچا چوہدری عبد الرحمٰن خاں صاحب نے میری بیعت کا خط حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت بابرکت میں لکھدیا تھا چونکہ میں علوم دینی میں کافی دسترس رکھتا تھا بعض سخت مخالفین سلسلہ احمدیہ کی صحبت میں رہتا تھا اسلئے جماعت احمدیہ سے میرا کوئی تعلق نہ رہا بلکہ میں پیر بخش سکرٹری تائید الاسلام لاہور کے رسالجات مطالعہ کر کے سلسلہ احمدیہ کا سخت مخالف ہو گیا چنانچہ ۱۹۲۳ء میں سٹروعہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مابین ایک مباحثہ ہوا اور اس مباحثہ میں غیر احمدیوں کیطرف سے بڑا حصہ لینیوالا خاکسار ہی تھا اس مباحثہ کے بعد میں نے اخبار اہلحدیث امرتسر میں ایک مضمون دیا تھا جسمیں ظاہر کیا تھا کہ اس مباحثہ کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ سٹروعہ کے قریباً چالیس احمدی مرتد ہو گئے ہیں حالانکہ اس مباحثہ کے نتیجہ میں ایک احمدی بھی مرتد نہ ہوا تھا۔ میرے مضمون کے جواب میں چوہدری محمد علی خانصاحب امیر جماعت احمدیہ سٹروعہ نے الفضل میں ایک مضمون شائع کر دیا تھا وہ بالکل درست تھا۔ اس مباحثہ کے بعد بعض احمدیوں کی تحریک سے میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ازالہ اوہام کا مطالعہ کیا اور میرے تمام شکوک دور ہو گئے۔ اور میں نے حضرت خلیفۃ المسیح موعود ثانی کی بیعت کر لی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا ہوں۔ الحمد للہ۔ میرا یہ مضمون اخبار الفضل میں شائع فرما کر مشکور فرما دیں تا کہ میرے مذکورہ بالا مضمون سے جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اسکا ازالہ ہو جائے اور سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ میرے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت بخشے اور خادم دین بنا دے۔ آمین ۔ مکرر آنکہ مذکورہ بالا بعض احمدی مرتدین کی جھوٹی فہرست میں عدالت خان بیگم پور یہ حمدی خان بیگم پور یہ محمد علیخاں سٹروعہ ۔ عبد الصمد خان سٹروعہ کے نام شائع کئے تھے۔ یہ سب احباب بھی اب سلسلہ احمدیہ میں معہ اپنے اہل و عیال کے داخل ہو گئے ہیں الحمد للہ علےٰ ذالک ۔

دھوکے سے بچو

میرا بھائی عبد المجید ولد حاجی عبد الکریم قوم ککے زئی سکنہ بٹالہ عمر ۳۴-۳۵ سال۔ غیر احمدی۔ رنگ گندمی سیاہی مائل۔ خشخاشی ڈاڑھی۔ پیشانی پر بڑا نمایاں محراب کا نشان احمدی دوستوں کو اپنا احمدی ہونا یا احمدیوں کا رشتہ دار ہونا بتلا کر قرضہ وصول کرتا پھرتا ہے۔ دور و نزدیک سے اس کے متعلق یہی خبریں پہنچ رہی ہیں اسکا احمدیت یا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے سب احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اسے قرضہ نہ دیویں۔ اس سے وصولی کی بالکل کوئی امید نہیں ہے۔ اسکی کوئی جائداد نہیں احباب ہوشیار رہیں ۔ خاکسار محمد عبد الرشید تاجر چرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۲۷ء

جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء پر تقریریں

(۱)

خطبہ استقبالیہ

جو جناب ناظر صاحب ضیافت کیطرف سے خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے پڑھکر سنایا۔ (ایڈیٹر)

جناب صدر جلسہ و معزز حاضرین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اللہ تعالٰے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسنے محض اپنے فضل سے ہمیں اس سال پھر موقعہ دیا کہ جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوکر ایک دوسرے سے ملیں اور ان فوائد سے مستفید ہوں جو اس عظیم الشان اسلامی اجتماع کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسکے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی طرف سے اور تمام مقامی کارکنان کی طرف سے اور قادیان کے رہنے والے کل خدام کی طرف سے تمام ان باہر سے آنے والی جماعتوں اور احباب اور افراد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس جلسہ میں شمولیت اختیار کی اور اس کی رونق کو زیادہ کر کے ہم کو ممنون احسان فرمایا۔ اور انکی تشریف آوری پر دلی مسرت کے ساتھ خوش آمدید اور اہلاً و سہلاً و مرحباً عرض کرتا ہوں۔

جلسہ سالانہ کے اجتماع کا نظارہ ایک احمدی کے لئے کسقدر خوش کن اور ایمان کو ترقی دینے والا نظارہ ہے۔ ایک وہ دن تھا اور اس کے دیکھنے والے بہت سے اسوقت یہاں بھی موجود ہیں کہ اسی جلسہ گاہ کے مقام پر تنہا دن کے وقت بھی آتے ہوئے خوف معلوم ہوتا تھا۔ یہ جگہ ایک سنسان اور لق و دق میدان تھا جب ایک پکارنے والے نے دنیا کو پکار کر کہا۔ کہ دیکھو آج میں اکیلا ہوں اور میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہے لیکن خدا نے مجھے دنیا میں اسلام کی اشاعت اور امتوں کی ہدایت کے لئے مامور کیا ہے۔ اور میری صداقت کا ایک نشان یہ مقرر کیا ہے کہ میرے پاس تمام ملکوں سے لوگ آئیں گے اور تمام جہان کے تحفے لائے جائیں گے۔ اور یہ چھوٹی سی بستی جس میں مَیں رہتا ہوں ایک بڑا شہر بنجائیگی۔ میں اسے دریا تک پھیلتے اور اسکے بازاروں میں بڑے بڑے پیٹ والے سیٹھوں کو بیٹھے دیکھتا ہوں۔ مجھے خدا نے فرمایا ہے کہ "وسّع مکانک" تو اپنا مکان وسیع کر تاکہ مہمان آکر اس میں ٹھہریں۔ اور حکم دیا ہے "لا تصعّر خدّك للنّاس ولا تسئم من النّاس" یعنی لوگوں کی ملاقاتوں سے تنگ نہ آجانا اور تھک نہ جانا۔ کیونکہ وہ تیرے پاس کثرت سے اور جوق در جوق آنے والے ہیں۔

ایک طرف یہ دعوٰی اور یہ حالت جس کو سنکر دنیا اس پر ہنسی اور سننے والوں نے اس پر تمسخر کیا۔ مگر دوسری طرف یہ حالت ملاحظہ ہو جو خود مدعی نے اپنے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے پہلے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی اور پھر اسکو اپنے قلم سے یوں ادا کیا ؎

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے ۔ وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے ۔ ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ عون و نصرت دمبدم ہے ۔ حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحیدِ اتم ہے ۔ ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اور جو حالت ہے وہ خدا کے فضل سے اس سے بھی بہت زیادہ اور بڑھی ہوئی ہے۔ قادیان کا ایک ایک مکان بلکہ ہر مکان کی ایک ایک اینٹ۔ قادیان کے تمام رہنے والے بلکہ انمیں کا ایک ایک مہاجر۔ قادیان میں باہر سے آنے والی جماعتیں اور مہمان بلکہ انمیں سے ایک ایک فرد۔ قادیان میں لائی جانیوالی اشیاء اور تحائف بلکہ انمیں سے ایک ایک چیز خدا کا نشان ہے۔ وہ مسیح موعود کا معجزہ ہے۔ وہ دین اسلام کی صداقت کا تازہ اور ناطق گواہ ہے۔

اسوقت یہ نہ سمجھنا کہ ہم صرف معمولی انسان یہاں بیٹھے ہیں۔ اس جلسہ میں ہم میں سے ہر ایک کی حیثیت شعائر اللہ کی حیثیت ہے۔ ہم زندہ خدا کے زندہ نشان ہیں جو اس زمانہ میں اس کے وجود اور اسکی صفات پر ایک زبردست دلیل ہیں۔

میرے معزز اور مکرم احباب! اس جلسہ کے قیام کی غرض ایسی نہیں کہ ہم اس سے غافل رہیں۔ بلکہ ہر سالانہ جلسہ کے شروع میں ہمارا فرض ہے کہ اسے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں واضح کر کے حاضرین کو سنا دیا کریں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم کیوں اس موقعہ پر جمع ہوتے ہیں اور کس طرح حقیقی فائدہ اس سے اٹھا سکتے ہیں حضور علیہ السلام یوں فرماتے ہیں:-

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولی کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالے چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالے یہ توفیق بخشے۔ اور جبتک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالے چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷۔ دسمبر سے ۲۹۔ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰۔ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آیندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷۔ دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالے اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انمیں بخشے۔

اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لینگے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اسکے لئے دعائے مغفرت

کیجائیگی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنیکے لئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بارگاہ حضرت عزّ و جل شانہ کوشش کیجائیگی ۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونیکا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کیلئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آ جائیگا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائیگا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھکو ابھی بذریعہ تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہینگے کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونیکے لئے اپنی آیندہ زندگی کیلئے عہد کرلیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں جنمیں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے اور اب جو ۲۷ ۔ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کیلئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جسقدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا انکو جزائے خیر بخشے اور انکے ہر قدم کا ثواب انکو عطا فرماوے ۔ آمین ثم آمین ۔

اس تحریر کے منشائے کے مطابق ہمارے احباب کو چاہیئے کہ مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں :۔

اوّل یہ کہ کوئی جماعت یا کوئی فرد بغیر ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح اس جلسہ سے واپس تشریف نہ لیجاویں تا کہ انکے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو اور ارحم الراحمین خدا انکو اپنی طرف کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے ۔ دوسرے ۔ یہ کہ جسقدر ممکن ہو سکے حضرت خلیفۃ المسیح اور دیگر تمام لیکچراروں کی زبانی تقریریں اور حقائق و معارف سے لبریز لیکچروں کو پورے طور پر توجہ سے سنیں تا کہ انکے ایمان اور یقین اور معرفت میں ترقی ہو ۔ تیسرے ۔ یہ کہ جہانتک ہو سکے احباب ایکدوسرے سے ملاقات کرکے روشناسی اور نئی واقفیت پیدا کریں ۔ چوتھے یہ کہ اس مقام مبارک میں بہت بہت دعائیں کرتے رہیں تا کہ انکو شرف قبولیت حاصل ہو ۔ پانچویں یہ کہ اپنی آیندہ زندگی کیلئے عہد کرلیں کہ ہمیشہ اس جلسہ پر حاضر ہوا کرینگے اور بجز ایسی صورت کے کہ سفر کرنا حد اختیار سے باہر ہو جائے کبھی ناغہ نہیں کرینگے ۔ چھٹے ۔ یہ کہ جو اپنے بھائی امسال دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے ہیں انکے لئے مقبرہ بہشتی میں جاکر دعائے مغفرت اور درجات کریں ۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جماعت کے کئی سربرآوردہ بزرگ اور احباب جو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے تھے اس سال رحلت فرما گئے ہیں ۔ ہمارے سینے انکے غم سے بھرے ہوئے ہیں اور ان بابرکت وجودوں کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا ہمارے لئے نہایت رنج و اندوہ کا باعث ہے منجملہ انکے خاص طور پر قابل ذکر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ۔ چودہری حاجی نعمت اللہ خانصاحب سابق ناظر اعلیٰ ۔ حافظ احمد اللہ خانصاحب مرحوم ۔ خانصاحب اکبر خانصاحب اور مولوی حکیم غلام محمد صاحب وغیرہ ہیں جو آج ہم میں غیر حاضر ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو درجات عالیہ عطا فرماوے ۔ آمین ۔

معزز احباب ! گذشتہ جلسہ پر جو لوگ تشریف لائے تھے وہ اس موجودہ جلسہ کے موقعہ پر چند نئی باتیں ملاحظہ فرمائینگے جنمیں سے بعض کا ذکر کرنا میرے لئے ضروری ہے :۔ (۱) اوّل حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر درود کہنے کیلئے جب آپ وہاں تشریف لیجائینگے تو آپ اس نئی چار دیواری کو دیکھینگے جو حضورؑ کے مزار کے گرد تعمیر کیگئی ہے اسکے علاوہ مقبرہ میں آپ نئے کتبے ملاحظہ فرماوینگے جو علاوہ خوبصورت ہونیکے دیرپا بھی ہیں ۔

(۲) دوسری نئی چیز تار یعنی ٹیلیگراف ہے جو گذشتہ جلسہ پر یہاں موجود نہ تھی ۔ قادیان کی ترقی اور آبادی کی جو پیشگوئیاں ہیں انمیں بہت ممد ہے اور جماعت کے کاموں اور اشاعت کی ضروریات کے لئے ایک نعمت ہے پس ہم اس نعمت پر خدا کا اور پھر گورنمنٹ کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں ۔

(۳) تیسری نئی چیز کئی جدید مکانات ہیں جو امسال قادیان میں تعمیر کئے گئے ہیں جنمیں سب سے زیادہ اہم اور ذکر کے قابل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا نیا مکان ہے جسمیں دفاتر ۔ لائبریری ۔ شوریٰ تصنیف ترجمۃ القرآن اور ملاقات وغیرہ کے مختلف کام سر انجام دئے جاتے ہیں یہ اور تمام اور نئے مکان جو ہر سال تعمیر ہوتے ہیں ۔ وسّع مکانک کے حکم کی تعمیل اور قادیان کی ترقی کے لحاظ کی تنظیم کا ثواب اپنے اندر رکھتے ہیں اس ضمن میں میں تمام احباب جماعت کو اسطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قادیان میں مکان اور اچھے مکان بنانے اور اس شہر کو ترقی دینے اور زیادہ سے زیادہ آباد کرنیکی کوشش کریں تا کہ ہم خدا کے کلام اور پیشگوئیوں کو پورا کرنیوالے ٹھہریں اور اسکے انعامات کے وارث ہوں ۔ (۴) چوتھے امسال مستورات کا جلسہ گاہ بھی مستقل طور پر بنا دیا گیا ہے جو نہایت باموقع کشادہ اور موزون ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے مستورات کا جلسہ بہت زیادہ آرام اور سہولت سے ہوگا ۔ یہ جلسہ گاہ قادیان کے مشرقی جانب بجنسر پل کے پاس ہی اس سڑک پر واقع ہے جو بسراواں کو جاتی ہے ۔

(۵) پانچویں نئی چیز مسجد لنڈن اور اسکے افتتاح کے مختلف نظارے ہیں جو بذریعہ میجک لینٹرن ہر شب کو مولوی عبد الرحیم صاحب نیر دکھایا کرینگے اور ممکن ہے کہ فلم بھی دکھایا جاسکے ۔ جماعت احمدیہ اپنے اور اپنے خلیفہ کے اس کارنامے پر جسقدر بھی فخر کرے بجا ہے ۔ (۶) چھٹی نئی چیز اس سال کا نیا احمدیہ لٹریچر ہے جس میں سے دو کا ذکر خصوصیت سے کرنے کے قابل ہے ۔ ایک تو سلسلہ کی مستورات کا اپنا اخبار مصباح دوسرا انگریزی رسالہ سن رائز جو اسلئے نکالا گیا ہے تا کہ افتتاح مسجد لنڈن سے جو سلسلہ کیطرف توجہ اور عظیم الشان تحریک انگلستان میں پیدا ہوئی ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے ۔ انکے علاوہ تبلیغ اور تعلیم و تربیت کیلئے کئی نئی کتابیں کتب فروشوں کے ہاں مل سکیں گی ۔ (۷) ساتویں ۔ امسال جلسہ میں ایک نئی مد " انتظام مہمان نوازی " کی جاری کیگئی ہے اور اس محکمہ کے ماتحت ہر جماعت کیلئے مہمان نواز مقرر کئے گئے ہیں جنکا کام مہمانوں کی آسائش و آرام کی نگرانی کرنا ہوگا ۔ میں احباب کیخدمت میں درخواست کرونگا کہ وہ نہایت بے تکلفی سے اپنی ہر ضرورت اور شکایت اپنے مہمان نواز کے آگے پیش کریں تا کہ وہ اسکا فوراً انتظام کریں ۔

(۸) آٹھویں ۔ امسال پروگرام میں ۲۶ کی شب کو ایک خاص جلسہ کا انتظام کیا گیا ہے جسمیں ۴۰ مختلف زبانوں میں ۔ ۴۰ مختلف احباب سلسلہ کے متعلق تقریریں کرینگے ۔ حضرت مسیح ناصری کے حواریوں کے متعلق انجیل میں ذکر آتا ہے کہ انہوں نے یہودیوں کی مختلف زبانوں میں تقریریں کیں اور اسکو عیسائی لوگ بطور معجزہ کے پیش کیا کرتے ہیں ۔ آپ اسکے دن آپ اس معجزہ سے بڑا معجزہ خود دیکھ لیں گے جسمیں مسیح محمدیؐ کے چالیس مرید دنیا کی چالیس زبانوں میں تبلیغ کرکے دکھائیں گے اور پھر صرف مقامی زبانوں میں ہی نہیں بلکہ ایسی بولیاں بولیں گے جو یہاں سے ہزاروں میل پرے کی قوموں اور ملکوں میں بولی جاتی ہیں ۔

(۹) نویں جدت اس سال کی وہ نیا تحفہ روشنی کا ہے جو دمشق کی جماعت نے آپ کے جلسہ کے لئے یہاں بھیجا ہے یہ جماعت خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے دمشق میں نازل ہونے پر وجود میں آئی اور جہاں اسنے مسیح موعودؑ کے روحانی منارہ سے خود روشنی حاصل کی وہاں اسکے شکریہ میں اپنے جسمانی منارہ سے شمع کی روشنی اس جلسہ کے لئے بھیجی تا کہ تعلق اور رابطہ زیادہ ہو ۔ میں حاضرین سے درخواست کرتا ہوں کہ اس جماعت کی ترقی اور فلاح کیلئے دعا فرماویں اور نیز تمام دیگر بیرونی جماعتوں اور مبلغین کیلئے بھی جو ہم سے دور اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور اسی طرح محمد امین خانصاحب بخارائی کیلئے بھی جنکی مفقود الخبری ہم کو اسقدر پریشان کر رہی ہے اللہ تعالیٰ انکو بخیریت واپس لائے ۔

(۱۰) دسویں نئی بات خود اس جلسہ کا پروگرام ہے جسے پڑھکر آپ سمجھ لیں گے کہ امسال مضامین کا انتخاب نئی طرز کا اور نہایت دلچسپ ہے ۔

(۱۱) گیارہویں بات گرلز سکول کے مڈل ڈیپارٹمنٹ کا قیام ہے جو اس سال جاری کیا گیا ہے ۔

(۱۲) بارہویں بات یہ ہے کہ یہ پہلا جلسہ ہے جسمیں عملی طور پر موٹر کار نے تمام دیگر سواریوں کی جگہ لے لی اور جلسہ کے مہمانوں نے صرف اسی سواری کو استعمال کیا ۔

اب اسکے بعد ایک ضروری گذارش یہ ہے کہ گذشتہ سال مستقل جلسہ گاہ کی تحریک اسی موقعہ پر آپ صاحبان کے سامنے پیش کی گئی تھی جسپر چھ ہزار کے قریب وعدہ اور کچھ نقد چندہ اسی وقت ہو گیا تھا اور ارادہ تھا کہ سال رواں میں ہی مستقل جلسہ گاہ تعمیر کروا دیا جاوے مگر ایسا نہ ہو سکا ۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ چندہ خاص اور بعض اور وجوہ سے حضرت خلیفہ ثانی نے مناسب نہ سمجھا کہ جماعت پر زیادہ مالی بوجھ اسی سال ڈالدیا اور یہی سبب تھا کہ ان وعدوں کے ایفاء کیلئے ہماری طرف سے اس سال کوئی تقاضا نہیں کیا گیا مگر اسکے معنے یہ نہیں کہ معاملہ رفت گذشت ہو گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو امسال جلسہ گاہ بنا دینے کا پختہ ارادہ ہے ۔ اور وہ جماعتیں اور احباب جو اس کام کے لئے گذشتہ سال وعدے کر چکے ہیں امسال انکے ایفاء کے لئے تیار رہیں ۔ اور ساتھ ہی دعا بھی کریں ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقصد میں کامیاب کرے ۔

آخر میں میں اپنے تمام معزز احباب کی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ صاحبان سخت سردی کے موسم میں ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر۔ وقت اور روپیہ خرچ کر کے اور کئی قسم کے دنیاوی حرج برداشت کر کے کچی سڑک کے دھکے کھاتے ہوئے مٹی اور غبار سے آلودہ ہوتے ہوئے یہاں محض ابتغاءً لوجہ اللہ تشریف لائے ہیں۔ اس لئے کوشش کریں۔ کہ یہاں آپ کا وقت ضائع نہ ہو۔ نمازیں خراب نہ ہوں۔ تمام لیکچر اور تقریروں کے وقت جلسہ گاہ میں باقاعدہ حاضر رہیں۔ اور پورا پورا فائدہ جلسہ کا اٹھائیں۔ تاکہ آپ ان سب برکات سے متمتع ہوں۔ جن کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو قائم کیا ہے۔ آمین

اب میں پھر دوبارہ آپکے شکریہ اور خیر مقدم پر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔ اور آپ سے یہ التجا کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی غفلت یا غلطی یا قصور ہم کارکنوں اور مہمان نوازوں کی طرف سے سرزد ہو جائے۔ تو آپ اپنی دریادلی سے اسے معاف فرمائیں۔ اور ہمارے نقصوں سے چشم پوشی کریں۔ اور خدا تعالےٰ سے ہماری اصلاح کے لئے دعا فرمادیں۔ اور جلسہ کو ہر طرح کامیاب اور پُر رونق بنانے کی کوشش کریں۔ ادھر میں بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدا ہم کمزور ہیں۔ تو ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرما۔ اور ہم کو طاقت دے کہ ہم تیرے اور تیرے مسیح کے مہمانوں کو خوش کر سکیں۔ اور ان کی پوری خدمت کر سکیں۔ ہمارے دلوں کو ان کی محبت اور ان کے دلوں کو ہماری محبت سے بھر دے۔ اور توفیق دے۔ کہ ہم سب ملکر تیرے جلال کو دنیا پر ظاہر کریں اور تیرے سچے دین کو اس کے کونے کونے اور گوشے گوشے تک پہنچا دیں۔ ہم نہایت ضعیف اور ناتوان ہیں۔ اور قدم قدم پر تیری مدد اور نصرت کے محتاج ہیں۔ تو ہم پر اپنا رحم کر۔ فضل کر۔ کرم کر۔ کیونکہ تیرے فضل کے سوا کوئی کامیابی ممکن نہیں۔ آمین *

نیا لٹریچر

اس دفعہ جلسہ سالانہ پر جو احمدیہ لٹریچر شائع ہوا ہے۔ اس میں بکڈپو کی کتابوں کا ذکر تو آچکا ہے۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء منہاج الطالبین اور ایک شیعہ کے مضمون کا جواب حق الیقین اور الواح الہدیٰ اسلامی اخلاق و تہذیب کیلئے رہنما اور آپ بیتی مولوی ظہور حسین صاحب کے سفر بخارا کے حالات۔ دید ولسل کا سربستہ راز۔ یہ کتاب گھر کی کتابیں ہیں۔ گنجینہ معرفت کلام محمود + اسوہ حسنہ گوشت خوری۔ دو تنازع کے لغم جناب سید محمد اسحاق صاحب + حیات نور الدین پھر برادر محمد یامین صاحب کی کتابیں ہیں۔ اخلاق خاتون تعلیم خاتون مجموعہ آخر الزمان احمدی جنتری۔ مباحثہ دہلی۔ اس کے علاوہ کپور تھلہ سے بھی سید عبد المجید صاحب کی دو کتابیں دیکھی گئی ہیں۔ ایک سرور عالم نبی کریمؐ کے سوانح میں نہایت مفید مجموعہ جس میں واقعات ایک خاص ترتیب کے ساتھ بحوالہ سن ولادت و ہجری و عیسوی مندرج ہیں قیمت ۱۲ دوم بشارات عظمےٰ حضرت مسیح موعودؑ کے سوانح کے ساتھ تبلیغی حق بھی ادا کیا ہے۔ حضور کا فوٹو بھی شامل ہے۔ سوم انا بشر ۴ صفحہ کا رسالہ قیمت ار *

احباب کو چاہیئے کہ نیا لٹریچر اپنی لائبریریوں اور ذاتی مطالعہ کے لئے ضرور خرید کریں۔ اور اس کے لئے دوران سال میں ایک الگ رقم محفوظ رکھتے جایا کریں *

مشاہدات عرفانی

یا

لنڈنی چٹھی

نمبر ۱۴

جذبات انسانی کی عجیب و غریب لہریں

قرآن مجید نے سیروا فی الارض کی جو ہدایت فرمائی ہے۔ وہ بیشمار منافع اور علوم پر مبنی ہے۔ اخلاقیات روحانیت سیاسیات اور مختلف علوم انسان اپنے سفروں میں حاصل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ آنکھ کھلی اور دل بیدار ہو۔ جہاں جہاں قرآن مجید نے سیروا فی الارض کی ہدایت کی ہے۔ وہاں ہی ایک خزینہ معارف موجود ہے۔ میں نے ان لوگوں کے لئے جو قرآن مجید کی تعلیم سیاحت کے اغراض و مقاصد پر غور کرنا چاہیں ایک اشارہ کر دیا ہے۔ اس سے زیادہ وضاحت نہیں کرتا۔ اس لئے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ میرے مشاہدات یا عرفانی مشرق و مغرب میں "توفیق ملی تو شائع ہوگا۔ انسانی جذبات اور فطرت کا مطالعہ بجائے خود ایک نہایت لذیذ مطالعہ ہے۔ قرآن مجید نے اس کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ مگر مسلمانوں نے جہاں قرآن مجید کی عام عملی تعلیمات سے آنکھ بند کر رکھی ہے۔ وہ ان علوم اور مخفیات انسانی کے سمجھنے کی کب کوشش کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وفی الارض آیات للموقنین ۰ وفی انفسکم افلا تبصرون (سورہ الذاریات)

اللہ تعالےٰ کا احسان اور محض فضل ہے۔ کہ میں قرآن مجید کی اس صداقت کو روز بروز نہایت روشن اور چمکدار حروف میں نمایاں پاتا ہوں۔ انسانی جذبات اور انسانی اسرار و مخفیات کا علم کبھی ختم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وہ بجائے خود عالم صغیر ہے۔ میں نے مختلف انسانوں مختلف قوموں کے افراد سے ملکر ایک عجیب لطف اندوز بصیرت حاصل کی ہے۔ اور بعض اوقات بیلک واقعات اور حالات میرے سامنے ایک وسیع دفتر ان حقائق کا پیش کر دیتے ہیں۔ میں ان میں سے آج صرف ترک مال کے واقعات کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ مالی قربانی کیسی آسان اور سہل ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ہم اپنے اندر ایک چیز کو اعلیٰ قرار دے لیں۔ وہ مقصد جذبات کے لحاظ سے کیسا ہی اعلیٰ یا ادنیٰ ہو۔ لیکن جب ہم اسے ایک مقام رفیع دیدیتے ہیں۔ تو دنیا کی بڑی سے بڑی چیز اس کے لئے قربان کر دیتے ہیں *

کہا جاتا ہے۔ اور یہ بھی سچ۔ کہ دنیا میں سب سے زیادہ مالوف چیز مال ہے۔ انسان اس کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا تدبیریں اور کوششیں کرتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنی نظر میں کسی اور مقصد کو عظیم الشان بنالیتا ہے۔ تو اس کے لئے اس مال کا قربان کر دینا سہل ہو جاتا ہے۔ یہاں کے لوگوں میں مال پیدا کرنے کے لئے ایک عجیب جوش اور کشش ہے۔ مگر وہ اس کے خرچ کر دینے یا چھوڑ دینے کے لئے بھی اسی طرح سرگرم ہیں۔ جیسے کمانے کے لئے۔ میں ذیل میں چند واقعات درج کر دیتا ہوں۔ جن سے انسانی فطرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس میں ان اشخاص کے ناموں کا ذکر کروں۔ اس لئے کہ میرے اہل ملک ان سے واقف نہیں۔ صرف واقعات کا پیش کر دینا ہی کافی ہوگا

(الف) ایک کروڑ پونڈ کی مالک کام کرنا پسند کرتی ہے

چند ہفتوں کے اندر امریکہ سے ایک لڑکی یہاں آنے والی ہے۔ جس نے ایک کروڑ پونڈ کی جائداد پر لات مار دی ہے۔ محض اس لئے کہ وہ گھر میں اپاہجوں کی طرح عیاشیانہ زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتی۔ بلکہ وہ عام کارخانوں میں ایک مزدور لڑکی کی حیثیت سے کام کرنا پسند کرتی ہے۔ یہ امریکہ کے شاہ صابن کی بیٹی ہے۔ اس نے اس ایک کروڑ پونڈ کی دولت پر محض اس لئے لات مار دی۔ کہ وہ کام کرنے کی اخلاقی قیمت اس سے بہت زیادہ سمجھتی ہے۔ اور کریکٹر کے بنانے کے لئے کام کرنا ضروری ہے۔ اس نے خیش کی غلامی ترک کر کے اپنی ہستی کو دوسری کام کرنے والی لڑکیوں کے ساتھ اس طرح پر ملا دیا ہے۔ کہ کوئی اسے شناخت ہی نہیں کر سکتا۔ کہ یہ فلاں امیر کبیر کی بیٹی ہے۔ ہمارے ملک میں ایک ضرب المثل ہے۔ خدمت سے عظمت۔ گو اس کا مفہوم یہ بھی ہے۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ مگر دوسرا مفہوم اس کا یہ بھی ہے۔ کہ جو شخص کام کرتا ہے۔ اور اس کام سے جی نہیں چراتا۔ وہ ایک دن عظیم الشان آدمی بن سکتا ہے۔ میں نے اپنی کسی پہلی چٹھی میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل کی دعا اسی لئے سکھائی ہے۔ جسے ہم بھول گئے ہیں۔

حقیقت میں کام کرنے کی اخلاقی قیمت بے بہا ہے۔ وہ عددوں میں شمار نہیں ہو سکتی۔ میں یہ صراحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں ذاتی طور پر اس کو روحانیت کے سلسلہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ اگر کسی شخص کو کوئی نعمت اس طریق پر مل جاوے۔ جس میں اس کی محنت کو دخل نہ ہو۔ تو اس کا رد کر دینا غلطی ہے۔ لیکن میں اس وقت کام کرنے کی اخلاقی قیمت کے نقطۂ نگاہ سے بحث کر رہا ہوں اور یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ انسان اپنے خیالات پر بے انتہا دولت بھی قربان کر سکتا ہے *

(ب) میری خود پیدا کردہ نہیں اسلئے نہیں لے سکتا۔

ایک اور مثال انسانی جذبات کے دوسرے رنگ کی بھی امریکہ میں نظر آتی ہے۔ یہ ایک نوجوان لڑکا ہے۔ اس کا باپ اڑہائی لاکھ پونڈ کی جائداد اس کے لئے چھوڑ کر مر گیا۔ اس نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ یہ میری کمائی ہوئی نہیں۔ اور جس طریق پر یہ کمائی گئی ہے میں اسے جائز نہیں سمجھتا۔ محض اپنے اصول کی پابندی کے لئے اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور مزید برآں جو بات اس نے کہی ہے۔ وہ سنہرے رنگ میں نہایت قیمتی اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ “It is more than any man needs” اس سے اس کی قناعت پسندی کی کیفیت ظاہر ہے۔ سچ تو یہی ہے ؎

آنچہ مادر کار داریم اکثرے درکار نیست

میں نے یہاں اور وہاں انسانی زندگی کی مشکلات میں دو چیزوں کو نہایت تکلیف دہ پایا ہے۔ انسان کا کام نہ کرنا اور سادہ زندگی نہ رکھنا۔ دنیا میں

بہت سی چیزیں ہیں۔ جو ہم کو درکار نہیں ہوتی ہیں۔ وہ ہماری ضروریات زندگی کا جزو نہیں۔ مگر ہم ان کو بنا لیتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنے لئے مشکلات پیدا کر لیتے ہیں۔ ہمارے ملک کی ایک پرانی ضرب المثل خوب مزا دیتی ہے۔ ؎

کھائیے دال جیہڑی بھیجے نال

غرض اس نوجوان نے اڑھائی لاکھ کی جائداد پر لات ماری۔ محض اسلئے کہ وہ ان طریقوں کو پسند نہیں کرتا جن سے وہ کمائی گئی ہے۔ اور خود اس نے پیدا نہیں کی اور وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔

میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ میرے احباب اس پر رائے زنی کرنے کی فکر نہ کریں۔ بلکہ وہ جذبات انسانی کے عجائبات کا مشاہدہ کریں۔ اور ان سے بہترین سبق اپنے لئے پیدا کریں۔

(ج) مندرجہ بالا دو واقعات میں مفید اور قابل قدر جذبہ قیمت کام اور قناعت اور عزت اصول کا ہے۔ لیکن جو واقعہ میں اب بیان کرتا ہوں وہ حماقت اور بیہودگی کی ایک مثال ہے۔ جو بعض اوقات نااہل اولاد کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک ویلز کے رہنے والے نوجوان کا باپ اس کے لئے بیس ہزار پونڈ کی جائداد چھوڑ گیا۔ مگر بیٹے نے محض اس وجہ سے لینے سے انکار کر دیا۔ کہ اس کے باپ نے اس کو ناچنے سے منع کیا تھا۔ اس لئے میں اس کا روپیہ نہیں لیتا۔

اپنی ہمت و محنت سے روپیہ کمانا تو بے شک بہت ہی عمدہ بات ہے لیکن باپ کی ایک بیش قیمت نصیحت کے بدلے میں اس نعمت سے محروم ہو جانا تشدد ہے۔ اگرچہ یہاں لوگ اس کے جذبہ کو قابل عزت سمجھتے ہیں۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ اس کا اس دولت سے محروم رہ جانا باپ کی اس ہدایت کی عزت نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ گو باپ نے اس کے لئے دولت چھوڑی۔ مگر باپ کی نافرمانی کا بدلہ خود اس کے اندر ایک غلط جذبہ پیدا ہو کر اس کو مل گیا۔ چونکہ یہاں مرد و عورتوں کے ساتھ ناچ کرنا ایک سوسائٹی کے آداب میں داخل ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ نوجوان اس ہدایت کو گویا خلاف آداب سوسائٹی سمجھتا ہے۔ یہ بھی ایک انسانی کیفیت ہے۔

(د) اپنے مذہب کی عزت کیلئے دولت چھوڑ دی۔

ایک شخص نے صداقت کے ساتھ اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرا قبول کر لیا باپ نے اس کے لئے تیس ہزار پونڈ چھوڑا۔ بشرطیکہ وہ اسی پہلے مذہب کو قبول کرے۔ لیکن اس نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ کہ وہ اس مذہب کو صحیح نہیں سمجھتا تھا۔ اس قسم کی قربانیاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ احمدیہ میں ملتی ہیں۔ بہت سے لوگوں کو احمدیت کی وجہ سے اپنا مال۔ گھربار۔ جائداد۔ عزیز و اقربا یہاں تک کہ بیویاں چھوڑنی پڑیں۔ اور انہوں نے اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ مذہب کی محبت اور عظمت کی بہترین مثالیں یا صدر اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ اور یا اب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

یہ چند مثالیں میں نے پیش کی ہیں۔ اور بھی بہت سی مثالیں روزانہ آتی ہیں۔ جن میں محبت پر مال و دولت ایثار کیا جاتا ہے۔ اور لوگ اپنی محبوبہ کے لئے یا محبوبہ اپنے محب کیلئے ہر قسم کی مالی قربانی کر لینا آسان سمجھتی ہے۔ میری غرض قربانی کے جذبات کی کیفیت کو پیش کرنا ہے۔ اگر ہماری نظر میں سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چیز ہو جاوے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ ہم اس کے لئے سب کچھ خرچ نہ کر دیں۔ قربانی کی عظیم الشان سپرٹ اور روح ہی کی ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے عہد لیا تھا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ اس میں ترک دنیا کی ہدایت نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کو دین کا خادم بنا کر دنیا کو اصل دین بنا لینے کی تعلیم ہے۔ اور یہ تعلیم عین مقتضائے فطرت انسانی ہے۔ جہاں کہیں بھی جاؤ۔ فطرت انسانی کی ان کیفیات کو تم دیکھو گے۔ حقیقی مذہب احب الاشیاء خدا کی محبت کو قرار دیکر سفلی جذبات کو اس کے لئے قربان کرنے کی روح پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن چونکہ اس قربانی کا ملکہ سب میں موجود ہے۔ اس لئے جہاں مذہب حقیقی اس کی جگہ نہیں لے سکتا یعنی اس کو موقعہ نہیں دیا جاتا۔ تو اس کیفیت کا ظہور کسی دوسری صورت میں ہو جاتا ہے۔ پس اگر ان لوگوں کو ہم اس صحیح راستہ پر لے آئیں۔ جو اسلام کا ہے۔ تو قربانی کی اس روح اور کیرکٹر کی قوت کو دیکھتے ہوئے۔ یہ کہہ دینا بالکل آسان ہوگا۔ کہ حقیقی مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہو جائے گی۔ جو اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی کو آسان سمجھے گی۔ دنیا کی تمام بڑی قوموں کی ترقی کی تہ میں قربانی ہی کا راز ہے۔ اور قومیں قربانیوں ہی سے بنتی ہیں۔ قرآن کریم صحابہ کرام کی قربانیوں کا ذکر فرماتے ہوئے کہتا ہے۔ منهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر۔ آخری زمانہ میں آنیوالی جماعت جو آخرین منهم لما يلحقوا بهم کی مصداق ہے۔ میں نے ہمیشہ سمجھا ہے۔ کہ منتظرین میں وہ اس وقت داخل تھے۔ لیکن اب جبکہ وہ قوم پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اپنی قربانیوں سے اسلام کی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے۔

انگلستان کے حقیقی حکمران اہل قلم ہیں

میں سیاسیات کی نازک خیالیوں سے اگرچہ ہمیشہ الگ رہا ہوں۔ لیکن یہ صحیح ہے۔ کہ میں سیاسیات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہوں۔ اور بعض اوقات میری رائے نازک اوقات میں صحیح ثابت ہوئی ہے ممکن ہے میں ان کہانیوں کو اپنی زندگی کے نشیب و فراز میں لکھ سکوں۔ یہاں اگر یہاں کے اخبارات پڑھ کر مختلف مجمعوں میں مختلف تقریریں سنکر اور انداز رائے زنی کے مظاہرات کو دیکھ کر ممکن ہے کہ ایک آدمی وہ کتنا ہی سیاسیات سے الگ ہو اس کو سمجھنے لگے۔

انگلستان کی حکومت کے راز پر بڑی طویل بحثیں ہو سکتی ہیں اور ہوئی ہیں۔ کوئی برٹش امپائر کی عظمت کا راز اس کی جنگی قوت اور تلوار کی چمک میں پاتا ہے۔ اور کوئی اسے قلم کی کشش اور طاقت کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ ہر فریق کے دلائل پر بحث اور تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ اس کے شوقین ہوں۔ انہیں اس شوق کے پورا کرنے کے لئے بے انتہا مواد کتابوں میں ملے گا۔

میں خود اہل قلم ہوں۔ اس لئے قلم کی قوت اور طاقت پر ایک نظر کر کے دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ انگلستان کے حقیقی حکمران اہل قلم ہیں۔ اور یہ بڑی بڑی ہستیاں وزراء کی صورت میں جو نظر آتی ہیں۔ دراصل ان کے پیچھے ایک اور قوت ہے۔ جو ان کے ذریعہ ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ ان کے پرائیویٹ سکرٹری ہیں۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وزراء کی تقریروں میں جو فصاحت و بلاغت کا ایک دریا موجیں مار رہا ہوتا ہے۔ ان کی تدابیر اور راؤں میں ہمہ فرزانگی اور صائب تدبیری کی قوت اور شان جلوہ گر ہوتی ہے یہ دراصل

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم

کا ایک نظارہ ہوتا ہے۔ جب میں یہ کہتا ہوں۔ تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ علی العموم وزرا ایسے ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان کے پرائیویٹ سکرٹری ایک ایسی قوت ہوتے ہیں۔ جو ان میں ایک برقی رو پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب موقعہ ملتا ہے۔ تو وہ پرائیویٹ سکرٹری بھی ایک عظیم الشان مقام کو پا لیتا ہے۔ بحالیکہ پہلے سے لوگ اسے قطعاً جانتے بھی نہیں ہوتے۔

میں مختصر طور پر یہاں کے سکرٹریٹ کا ایک اجمالی ذکر کرتا ہوں۔ ہر ایک منسٹر (وزیر) پرائم منسٹر سے لیکر انڈر سکرٹری تک کو ایک پرائیویٹ سکرٹری دیا جاتا ہے۔ علی العموم یہ لوگ ہوم سول سروس میں سے لئے جاتے ہیں۔ اور اسی محکمہ میں سے جس صیغہ کے وزیر کے لئے اس کا انتخاب ہوتا ہے۔ یہ عموماً نوجوان اور اپنی علمی قابلیتوں میں ممتاز اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں پائے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ اور اکثر صورتوں میں وہ اپنے وزراء سے زیادہ بہتر اور قابل دماغ رکھتے ہیں۔ اس آسامی کے حاصل کرنے کا جذبہ ترقی پر ہوتا ہے۔ گو کام کی کثرت اور معاوضہ کی قلت اس کے لئے اپیل کا موجب نہیں۔ قریباً تیرہ یا چودہ گھنٹہ روزانہ کام کرنا پڑتا ہے۔ اور معاوضہ دو سو پونڈ سالانہ سے زیادہ نہیں۔ معاوضہ کی یہ شرح یقیناً مایوسی بخش ہوگی۔ پرائیویٹ سکرٹری کے فرائض پر اگر نظر کریں۔ تو حیرت ہوتی ہے۔

انہیں بے شمار خطوط کا جواب دینا ہوتا ہے۔ اور ان سوالات کے جوابات ترتیب سے دینے ہوتے ہیں جو اس صیغہ کے متعلق پارلیمنٹ میں پوچھے جاتے ہیں۔ اس مطلب کے لئے اس کو اپنے محکمہ کی کس قدر اشد مختلف شعبوں کی پڑھنی پڑتی ہیں۔ اس کا تصور مشکل ہے۔ اس کے فرائض میں اپنے وزیر کیلئے تقریروں کی تیاری بھی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس کا منسٹر چاہے۔ پارلیمنٹ کے ممبر اور پبلک کو بعض اوقات ایک شخص کے متعلق حیرت ہو جاتی ہے۔ کہ جونہی وہ کسی صیغہ کا وزیر ہو جاتا ہے۔ اس کی قابلیتوں میں فوری تغیر ہو جاتا ہے وہ جو پہلے اپنی قوت بیان اور زور دلائل میں ممتاز نہ تھا ایک صیغہ کا وزیر ہوتے ہی جب اپنی لکھی ہوئی تقریر پڑھتا ہے۔ تو اس میں فصاحت و بلاغت کا دریا بہتا نظر آتا ہے۔ اس کے دلائل کی قوت کے علاوہ شوخی بیان معنی خیز ظرافت و زندہ دلی سامعین کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ اگر کوئی وزیر اپنے پرائیویٹ سکرٹری سے اس قسم کی مدد لینے میں کسر شان سمجھتے ہیں۔ تو بہت جلد اس کی حقیقت کھل کر اسے گرا دیتی ہے۔ سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہے۔ کہ یہ پرائیویٹ سکرٹری ہمیشہ نہایت دیانت اور امانت اور تعاون کی عملی روح

مشورہ دیتے تھیں۔ ایک نہایت ہی تجربہ کار اور ممتاز سابق پارلیمنٹری سیکرٹری رائٹ آنریبل سی۔ ایف۔ جی ماسٹرمین نے پرائیویٹ سکرٹریوں کی قلمی قوت اور علمی قابلیتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے۔ کہ یہ پرائیویٹ سکرٹری ہمیشہ نہایت وفاداری کے ساتھ فرقہ بندی کے پالیٹکس سے قطعاً الگ رہ کر مدد دیتے ہیں۔

اگر ۱۹۲۴ء میں لیبر گورنمنٹ کو اسی حیثیت سے مدد نہ دی جاتی۔ تو گورنمنٹ ایک ہی ہفتہ کے اندر الٹ جاتی۔ میں نے یہی رائے ہندوستان میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے انہیں دنوں میں سنی تھی۔ جب نئی لیبر گورنمنٹ برسر اقتدار آئی تھی۔ آپ نے تعاون کی عملی مثال میں اسے پیش کیا تھا۔ اور نصیحت فرمائی تھی۔ کہ کارکنوں کو افسروں کی تبدیلی سے کام میں تنزل نہ آنا چاہئے اور تعاون سے کوئی شخصیت یا اس کے خیالات مانع نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ پرائیویٹ سکرٹری اپنی قابلیت کی بے نظیر مثال ہوتے تھیں۔ رائٹ آنریبل ماسٹرمین کہتے ہیں۔ کہ یہ گویا وہ ہیں جو انگلستان پر حکومت کرتے ہیں۔ اور دنیا میں انگلستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔

بہت سے ممتاز پرائیویٹ سکرٹریوں کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ مگر میرا منشا و مقصد اسم شماری نہیں بلکہ اس روح اتحاد کا ذکر کرنا ہے۔ جس سے وہ کام کرتے ہیں۔ اور اپنے ملک اور قوم کے مفاد کے لئے اپنی سیاسی راؤں کو برسر اقتدار حکومت کے ساتھ عملی تعاون کے لئے انہیں چھوڑ دینے میں قطعاً مضائقہ نہیں ہوتا۔

ان قلم کے دھنیوں میں مرد ہی نہیں عورتوں نے اپنے پارٹ کو پوری قابلیت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اگرچہ اب ان کو سول سروس کے اول درجہ میں جگہ نہیں ملتی ہے۔ باوجودیکہ وہ بڑے بڑے آدمیوں اور بڑی بڑی تجارتی کوٹھیوں اور بڑے بڑے اخبار نویسوں کی پرائیویٹ سکرٹری ہیں۔ اور اپنے فرائض کو نہایت قابلیت سے ادا کر رہی ہیں۔ تاہم مسٹر لائڈ جارج سابق پرائم منسٹر کی ایک سکرٹری عرصہ دراز تک ایک عورت تھی۔ اور ایسا ہی مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی سکرٹری بھی ایک عورت تھی۔ عورتوں کی قابلیت میں کیا شبہ نہیں۔ پارلیمنٹ میں وہ ممبر کی حیثیت سے داخل ہوتی ہیں۔ اور اب یہ کوشش جلد جلد جاری ہے۔ کہ ہوس آف لارڈز میں بھی ان کو جگہ دی جاوے۔

لطیفہ

پچھلی گرمیوں میں یہاں ایک انجمن مستورات کی طرف سے ایک مظاہرہ ہوا۔ اگرچہ عرفانی باوجود مرد ہونے کے اس کا ممبر ہے۔ اس لئے کہ مرد بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اس میں ایک ریزولیوشن اس مقصد کا پیش ہو کر پاس ہوا تھا۔ کہ ہوس آف لارڈز میں ان کو جگہ ملنی چاہئے۔ ان کا حق ہے۔ ایک نہایت قابل مقرر خاتون نے اپنی تقریر میں (جو ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کی) اپنے حقوق کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ :۔

"کیا یہ افسوس کا مقام نہیں۔ کہ ہم ہوس آف لارڈز کی مائیں ہیں۔ اور ہم کو ہوس آف لارڈز میں داخلہ کی (بہ حیثیت ممبر) اجازت نہیں" اور کیا یہ ہوس آف لارڈز کے لئے شرم کا مقام نہ ہوگا۔ کہ ان کی مائیں ان کی پرورش کر سکتی ہیں۔ ان کی تربیت کر سکتی ہیں اور ان میں ہوس آف لارڈز کا ممبر بننے کی قابلیت اپنی تربیت سے پیدا کر سکتی ہیں۔ مگر وہ خود ہوس میں رائے دینے کے قابل نہیں؟

ظاہر ہے۔ کہ اس تقریر کا کیا اثر حاضرین پر پڑا ہوگا۔ گو میں نے یہ کہانی لکھدی ہے۔ یا اس کی تہ میں کوئی سبق اور کام کی بات ہے؟ میں اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ مومن کسی مقام سے بغیر کچھ سیکھے کے آگے نہیں چلتا۔

دوران وعظ میں دخل و اعتراضات

عیسائیت کی جو حالت آج کل یہاں ہو رہی ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے یہ فراست پر مبنی پیشگوئی کرنا کچھ مشکل نہیں کہ اب یہاں عیسائیت کا خاتمہ ہے۔ ہائڈ پارک میں جو پھبتیاں عیسائی واعظین پر اڑائی جاتی ہیں۔ وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے کہ ان کا پورا نقشہ اتارنا بہت ہی مشکل ہے۔ ایک دن ایک پادری صاحب وعظ کر رہے تھے۔ کہ خدا کی بادشاہت قریب ہے۔ اور خداوند آنے والا ہے۔ ایک شخص نے جو مجھ سے کچھ فاصلہ پر تھا یہ فقرات سنے اور گرجتا ہوا آیا۔ کہ یہ آواز دو ہزار برس سے سنی جاتی ہے کہ بادشاہت قریب ہے ہم کو اس کی ضرورت نہیں۔ اور خداوند نے پہلے آکر کیا کیا۔ جو اب اس سے کوئی توقع ہے۔ اسے کہدو کہ نہ آئے یہاں یہودی موجود نہیں۔

عجیب عجیب طرح سے استہزا کرتے ہیں۔ اب تک گرجوں کے اندر یہ بات نہ تھی۔ باہر کے پبلک جلسوں میں اعتراضات ہوتے تھے۔ مگر اب گرجوں کے اندر بھی اس قسم کی حرکات شروع ہو گئی ہیں۔ ۲۸ / نومبر اتوار کے دن سدھر وارک کے ایک گرجہ میں پادری صاحب وعظ کر رہے تھے۔ اور انہوں نے اپنے وعظ میں وہاں کی میونسپلٹی کو غربا کی حالت پر توجہ دلانی چاہی۔ اور کہا کہ چرچ، حکومت اور میونسپل اتھارٹیز کو متحد ہو کر لوگوں کو اٹھانے میں مدد دینی چاہئے۔ جو لنڈن کی گنجان آبادی میں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اور اسی ضمن میں اس نے اپنی میونسپلٹی کی مفلسی و قلاشی کا ذکر کیا۔ اور لوگوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا۔ جس پر میونسپلٹی کے بعض ممبر جلسہ نے پادری صاحب سے نوک جھونک شروع کر دی۔ نتو پادری صاحب بند ہوئے۔ نہ ممبروں نے چھاڑ بتانے میں کمی کی۔ ایک نے تو یہاں تک کہدیا۔ کہ پادری صاحب کا بیان کھلی کھلی ہتک ہے۔

میں یہ فیصلہ کرنے نہیں بیٹھا کہ دونوں میں سے سچا کون ہے بلکہ مجھ کو تو یہ دکھانا ہے۔ کہ چرچ کی عظمت اور عزت کیا رہ گئی ہے؟ چرچ کا کام تو لوگوں کو روحانی طور پر اٹھانا اور ان کی اخلاقی حالت کا معیار اونچا کرنا ہے۔ لیکن چونکہ گرجوں میں لوگ بہت کم دلچسپی لیتے ہیں۔ اس لئے پادری صاحبان اس کی رونق کو بحال رکھنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ اور عوام کے مذاق کو مد نظر رکھ کر اس قسم کی تقریریں کرتے ہیں۔ بظاہر اس قسم کی تحریک غربا کی ہمدردی اور عوام کی بھلائی کا پہلو رکھتی ہے۔ اس لئے لوگ دلچسپی لے سکتے ہیں۔ مگر گرجا کو کمیٹی کے معاملات سے کیا تعلق اور کیا بحث؟ اگر وہ ان پر کوئی نکتہ چینی کرنا چاہتے ہیں تو کمیٹی کے اجلاس یا اخبارات میں پادری صاحب اپنی انفرادی حالت میں کر سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے یہ طریق اختیار نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گرجا کا جو وقار اور عزت کم از کم اس حد تک لوگوں کے دلوں میں تھی کہ دوران وعظ میں دخل نہ دیں۔ اور خاموشی سے سنا کریں۔ اب وہ جاتی رہی۔ اور گرجا ایک کمیٹی کے اجلاس کا کمرہ ہو گیا۔ جہاں گرما گرم اور دھواں دھار تقریریں ایک دوسرے کے خلاف ہوا کرتی ہیں۔ اور اگر اس پر فریقین نے ترقی کی تو کچھ تعجب نہیں۔ حفظ امن کے لئے مقامی پولیس کو دخل دینا پڑے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو سیاسیات میں دخل دینے سے جو روکا۔ تو وہ عظیم الشان مصالح پر مبنی ہے۔ اصولاً جب ہم سے کوئی استصواب ہو یا جہاں ضرورت ہو۔ وہ سلسلہ کا امام اپنی جماعت کی پوزیشن کو پیش کر دیتا ہے۔ یا جماعت کی رہنمائی کر دیتا ہے۔ مگر قوم کو آج تک اس میں منہمک ہونے سے بچایا۔ اس لئے کہ تبلیغ کے راستہ میں یہ امر روک ہے۔ ایک مبشر اور واعظ اگر سیاسی معاملات میں دخل دیگا۔ تو وہ اس اعلیٰ فرض سے جو تبلیغ اور لوگوں کی روحانی تربیت کا اس کے ذمہ ہے قاصر رہ جائے گا۔ اور سیاسی خیالات کا اختلاف اسے کسی ایک یا دوسرے فریق کے ساتھ ملنے پر مجبور کرے گا۔ اور اس طرح پر وہ بجائے کسی مفید کام کرنے کے قوم یا جماعت میں تفرقہ کا موجب ہو جائے گا۔

یہ حالت ہمیں موقعہ کی موزونیت سے کام لینے کے لئے ہم کو تحریک کرتی ہے۔ جس جس قدر یہاں عیسائیت کمزور ہوتی جائے گی ہمارے لئے بہتر میدان نکلتا آئے گا۔ مگر ضرورت اس سے کام لینے کی ہے۔

علم دوست قیدی

میں نے اپنی کسی چٹھی میں ذکر کیا ہے (اگر میں غلطی نہیں کرتا) کہ یہ لوگ علم دوست ہیں۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ ان کی جیب میں صرف دو آنہ ہیں۔ اور انہوں نے ایک آنہ اخبار کے خریدنے پر صرف کر دیا ہے۔ میں خود جب اطالین سیکھنے کے لئے مورلی کالج کی شام کی جماعتوں میں داخل ہوا تو میرے ساتھ موازنہ مذہب کی کلاس میں منجملہ دوسری عورتوں اور مردوں کے جن میں اکثر بڈھے تھے ایک خاتون دادی تھی۔ علم دوستی کی مثالیں اور واقعات بیان کروں تو بلا مبالغہ ایک عجیب و غریب کتاب اس موضوع پر لکھی جا سکتی ہے۔ اس جگہ میں ایک علم دوست قیدی کا ذکر کروں گا۔ ۱۱ / نومبر کو لنڈن کی بہت بڑی متمول گلی پارک لین میں Central Discharg[ed] Prisoners' Aid Society. کا ایک جلسہ تھا اس میں ہوم سکرٹری نے ایک رہا شدہ قیدی سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا۔ اس قیدی نے اپنی عمر کے چالیس سال جیل میں گذارے ہیں۔ اس سے ہوم سکرٹری کا جو مکالمہ ہوا وہ لطف انگیز ہے۔

ہوم سکرٹری (قیدی سے) او چالیس سال! بہت بڑا تجربہ جیل کا ہے کیا کوئی شکایت ہے؟

رہا شدہ قیدی۔ کوئی نہیں۔

ہوم سکرٹری۔ کیا کھانا اچھا ملتا تھا؟

قیدی۔ ہاں اچھا تھا۔ اگرچہ مرغن نہیں ہوتا تھا۔

ہوم سکرٹری۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیا آپ کو یقین ہے۔ کہ وہاں کوئی نقص نہیں؟

قیدی۔ سنئے صاحب! اگر آپ شکایت کا پوچھتے ہیں۔ تو ایک شکایت تو ہے جیل کی لائبریری سراسر فرسودہ ہے۔ اس میں ایک بھی تو جرمن فلاسوفی کی کتاب نہیں۔

جو شکایت اس قیدی کو نظر آئی۔ وہ صرف وہاں کی لائبریری کا اعلیٰ نہ ہونا اور اس میں جرمن فلاسوفی کی کوئی کتاب نہ ہونا ہے۔ جرمن فلاسوفی قوم کے مذاق اور دلچسپی مطالعہ کا ایک خاص شعبہ ہے۔ لیکن اکی علمدوستی کس قدر قابل قدر ہے۔ ہمارے ملک میں قیدیوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ ان بیچاروں کو اپنی تکالیف سے ہی نجات نہیں۔ آزاد اور آسودہ حال لوگوں کو بھی مطالعہ اور علم کا شوق نہیں۔ یہاں کے معمولی آدمی پورے فرنگ کا اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ اور ہر علمی مذاکرہ میں بہترین حصہ لے سکتے ہیں۔ اور عمر کا کوئی حصہ انہیں ترقی علم سے بے نیاز نہیں کرسکتا۔ یہ نظارہ یہاں کی شام کی جماعتوں میں جانے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس کس عمر کے افراد اور عورتیں اکثر شریک ہوتے ہیں۔

میں جب ہندوستان میں تھا۔ تو میں نے چوہدری فضل حق خاں صاحب کی ایک کتاب "دوزخ در دنیا" جیل خانہ کے جیل کے مناظر پر پڑھی تھی۔ وہ رہا ہو کر پچھلے انتخاب میں کونسل کے ممبر ہوگئے۔ مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے جیل خانہ جات کی اصلاح کے لئے کوئی خاص کوشش کی ہو۔ اگر کی ہے۔ تو وہ یقیناً شکرگزاری کے قابل ہونی چاہیئے۔ ضرورت ہے۔ کہ علم کا شوق اور چسکا پیدا کیا جاوے۔ اسلام ایک علمدوست مذہب ہے۔ وہ ہر مسلم مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا بطور فرض کے قائم کرتا ہے۔ اور حصول علم کے لئے ہر دور دست مقام پر جانے کی اجازت اور ضرورت بتاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فیض یافتہ جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے عمل سے دکھایا۔ کہ وہ کیسے عاشقان علم تھے۔ تاریخ اسلام بتاتی ہے۔ کہ اگر پڑھے لکھے اسیران جنگ آتے تھے۔ تو ان کا کام صرف تعلیم دینا ہوتا اور یہ ان کی رہائی کا بہترین ذریعہ ہوتا۔ بعض حالتوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے مہر میں تعلیم زوجہ ہی رکھ دیا۔ یہ تمام مثالیں علم کا شوق اور ذوق پیدا کرنے کی ہیں۔ مگر آج ہم نے اگر سکول یا کالج میں بھی تعلیم پائی ہے۔ تو اس سے فارغ ہو کر مزید علم و محنت سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ جو بدقسمتی سے پڑھے لکھے ہیں۔ انہیں تو خیال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ تعلیم کو عام کریں۔ اس کے ذریعہ صحیح خیالات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

خوش طبعی کا مذاق

انسانی صحت کے لئے خوش مزاجی بھی ایک ضروری چیز ہے۔ ہمارے ملک میں کہتے ہیں:

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

یہ اصل تو پایا جاتا ہے۔ مگر زندہ دلی کی جو مٹی پلید ہوتی ہے۔ اس کے ذکر سے بھی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام اور آپ کے طرز عمل میں زندہ دلی کی بعض نہایت ہی لطیف اور پاک مثالیں موجود ہیں۔ آپ کے صحابہ کرام اور آئمہ و اکابر اسلام میں اس کی نظیریں ہیں۔ ہم نے خوش دلی کو جو مومن کا خاصہ ہونا چاہیئے۔ چھوڑ دیا۔ اور آج عبوس کو ہم

ہوتا وقار کا نشان سمجھا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء میں بھی میں نے اس لطافت طبع کے مذاق کو معائنہ کیا۔ اور اس سے حظ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تو رونی صورت دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔ ہمیشہ فرماتے ہیں۔ خوش رہنے کی عادت کرو۔ میں ان چیزوں کو اپنے اس تعلیم میں پاتا ہوں۔ یہاں آکر دیکھتا ہوں۔ کہ یہ بجائے خود ایک علم بن گیا ہے۔ زندہ دلی اور لطافت بیان پر اخبارات۔ رسالے۔ اور کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ اور بچوں سے لیکر بوڑھوں تک میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ ہمارے اخبار میں حضرات نوبل پرائز کے نام سے واقف ہونے چاہئیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے بعض خطبات میں اس کا تذکرہ آیا ہے۔ یہ انعام سالانہ سویڈنش اکاڈمی ۵۰۰۰ پونڈ کا دیتی ہے۔ اس انعام کا بانی ایک شخص ڈاکٹر الفریڈ نوبل ایک سویڈن کا سائنسدان اور موجد ڈائنامیٹ تھا۔ جو ۱۸۹۶ء میں ساڑھے سترہ لاکھ چھوڑ کر مر گیا۔ اس کے سود سے یہ رقم دی جاتی ہے۔ ہندوستان میں ایک مرتبہ مسٹر ٹیگور صاحب کو بھی اس انعام کے دیئے جانے کی خبر اڑی تھی۔ گذشتہ سال ۱۹۲۵ء کی بابت یہ انعام مشہور و معروف مسٹر برنارڈ شا کو دیا گیا تھا۔ برنارڈ شا اب بہت بڈھا ہے۔ مگر باوجود اس کے اپنے قلمی شغل سے غافل نہیں ہوتا۔ بڈھا بڑا زندہ دل ہے۔ اس کو جب اس انعام کی خبر ملی تو اس نے کیا عجیب بات کہی:۔

"یہ مجھ پر تو یہ معما کھلا نہیں۔ کہ مجھے کیوں انعام دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ شائد مجھے یہ انعام اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ سال گذشتہ میں میں نے کچھ نہیں لکھا"

میرا تمہیدی نوٹ محض اس کی زندہ دلی دکھانے کے لئے تھا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے دوستوں میں بھی پاک زندہ دلی اور لطافت طبع پیدا ہو۔ خصوصاً ان لوگوں میں اس کی بڑی ضرورت ہے جو مبلغ ہو کر باہر نکلنا چاہتے ہیں۔ یا جن کے ہاتھ میں قلم ہے۔ وہ کتابیں لکھتے ہیں یا اخبارات۔ اگرچہ میں انگلستان میں خیال کرتا ہوں ابھی اہل قلم کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ جہاں میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اس کی بڑی ضرورت ہے۔ وہاں میں تکلف اور تصنع کا رنگ پیدا کرنے کی صلاح نہیں دیتا۔ ہندوستانی واعظین پر ایک زمانہ آیا ہے۔ کہ انہوں نے مبکیات (رلا دینے والی باتیں) اور مضحکات (ہنسانے والے چٹکلے) یاد کئے ہوئے تھے۔ اور وہ دینی وعظ و تقریر کا کمال ہنسا دینا یا رلا دینا سمجھتے تھے۔ یہ محض لغویات تھے۔ اس قسم کی باتیں نہ ان کے لئے مفید ہوئیں۔ نہ مسلمانوں کی عملی قوت کو انہوں نے کچھ نفع دیا۔ تقریروں اور تحریروں میں حقیقت کا رنگ پیدا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ سوئی ہوئی قوتوں کو بیدار کرسکیں۔ نہ یہ کہ ہم لوگوں کو نشہ کا عادی بنا دیں۔ اور انہیں ہماری تقریریں یا تحریریں پھیکی اور بے مزہ معلوم ہوں۔ حقائق پسند بناؤ۔ مگر ان کو اظہار بیان اور ادائے مطلب کی بلند پروازی کے ساتھ مناسب موقعہ لطافت کی چاشنی دیدو۔

فہرست نو مبائعین

ہفتہ مختتمہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر	نام	سکونت
۱۲۴۸	محمد رفیق صاحب ہیڈ ماسٹر	شام کوٹ ضلع لاہور
۱۲۴۹	ملک غلام حسین صاحب	قلعہ دار ضلع گجرات
۱۲۵۰	امیر احمد صاحب	اچھنیرا ضلع آگرہ
۱۲۵۱	وزیر محمد صاحب مع اہل و عیال ۵ کس	" " "
۱۲۵۲	غلام خاں صاحب	بالاکوٹ " ہزارہ
۱۲۵۳	علی گوہر خاں صاحب	" " "
۱۲۵۴	غلام احمد صاحب	" " "
۱۲۵۵	سعادت خاں صاحب	" " "
۱۲۵۶	محبت خاں صاحب	" " "
۱۲۵۷	سید حسین صاحب	ابوہر " فیروزپور
۱۲۵۸	حسین بی بی صاحبہ	گوئیکی ضلع گجرات
۱۲۵۹	آفتاب النساء صاحبہ	برہمن بڑیہ - ٹپارہ - بنگال
۱۲۶۰	چوہدری مولاداد صاحب	کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ
۱۲۶۱	چوہدری حیات محمد صاحب	" " "
۱۲۶۲	چوہدری عطاء اللہ صاحب	" " "
۱۲۶۳	چوہدری ولی محمد صاحب	" " "
۱۲۶۴	چوہدری محمد شریف صاحب	" " "
۱۲۶۵	چوہدری نذیر احمد صاحب	" " "
۱۲۶۶	چوہدری احمد خاں صاحب	" " "
۱۲۶۷	چوہدری بشیر احمد صاحب	" " "
۱۲۶۸	چوہدری محمد خاں صاحب	" " "
۱۲۶۹	چوہدری محمد پناہ صاحب	" " "
۱۲۷۰	چوہدری محمد امین صاحب	" " "
۱۲۷۱	چوہدری محمد اسلم صاحب	" " "
۱۲۷۲	منشی علی بخش صاحب	گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور
۱۲۷۳	عبدالرحمن صاحب ٹیلر ماسٹر	سلیمانکی " فیروزپور
۱۲۷۴	الٰہی صاحب کمہار	دیلر چک ۲۹ " شیخوپورہ
۱۲۷۵	شمس بی بی صاحبہ	عالم گڑھ " گجرات
۱۲۷۶	شیخ شمس الحق صاحب	ڈبروگڑھ آسام
۱۲۷۷	علی محمد صاحب	محمود آباد ضلع ملتان
۱۲۷۸	مبارک احمد صاحب	پھیرو چیچی ضلع گورداسپور
۱۲۷۹	محمد ابراہیم صاحب	رائے چور ریاست نظام دکن
۱۲۸۰	عبدالقادر صاحب	" " "
۱۲۸۱	اہلیہ عبدالقادر صاحب	" " "

(خاکسار محمد یار۔ اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری)

مباہلہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب

(رقم زدہ جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل)

جتنی بار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو سلسلہ احمدیہ کیطرف سے مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے اتنی دفعہ کسی اور مخالف سلسلہ کو اس طریق فیصلہ کی طرف بلانے کی ضرورت نہیں پیش آئی۔ وجہ یہ کہ مولوی صاحب اپنی عوام فریب اور مغالطہ دہ تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ پے در پے اس امر کی ضرورت پیدا کرتے رہتے ہیں کہ ان کے سامنے مباہلہ کے ذریعہ حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا طریق پیش کیا جائے لیکن دنیا جانتی ہے کہ آجتک کبھی انہوں نے اس طریق کو منظور کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں کی۔ اور ہمیشہ مختلف حیلوں حوالوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کبھی انہوں نے عذاب کی تعیین کا مطالبہ کیا اور کبھی ساری جماعت احمدیہ کے تائب ہونے کی شرط پیش کرتے رہے لیکن جب اس کے مقابلہ میں ان سے کہا گیا کہ کم از کم اہلحدیثوں کی طرف سے جن کا "سردار" ہونیکا انہیں دعوٰے ہے وہ اسی قسم کی شرط منظور کریں تو خموش ہو گئے۔ غرض آجتک کبھی انہوں نے جماعت احمدیہ کے کسی فرد سے مباہلہ کرنے پر صحیح معنوں میں آمادگی نہ ظاہر کی۔ حالانکہ جس امر کے متعلق انہیں مباہلہ کی دعوت دیجاتی رہی ہے وہ اسقدر اہم اور اتنا ضروری ہے۔ کہ اور کوئی معاملہ خواہ وہ دنیوی ہو یا دینی اتنی اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک شخص جو مسیح موعود ہونیکا دعوٰی کرتا ہے ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کو اپنی جماعت میں شامل کر لیتا ہے اور اسکے پیرووں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اسکے سچے یا جھوٹے ہونے کا فیصلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک ایسا شخص جو اسے اپنے دعووں میں صادق نہیں سمجھتا بلکہ نعوذ باللہ مفتری قرار دیتا ہے اس سے پہلو تہی کرے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو اپنے آپکو سلسلہ احمدیہ کا سب سے بڑا دشمن کہتے ہیں۔ بار بار دعوت دینے کے باوجود ادھر نہیں آتے۔ اسکی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ یا تو مولوی صاحب مباہلہ کو کسی اہم سے اہم امر کے فیصلہ کا طریق ہی نہیں سمجھتے یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں اپنے آپکو حق پر یقین نہیں کرتے۔

ان دو صورتوں میں سے پہلی صورت کا فیصلہ تو اسطرح ہو جاتا ہے کہ مولوی صاحب نے حال ہی میں ایک معمولی سے معاملہ کے متعلق "امرتسر کے غزنوی خاندان" کے ساتھ مباہلہ کرنے پر آمادگی کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کو دیکھنے کے بعد جماعت احمدیہ سے ان کے مباہلہ نہ کرنے کی دوسری صورت ہی باقی رہ جاتی ہے۔

مولوی صاحب کے جس اعلان کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ جو ۲۴ ر دسمبر کے اہلحدیث میں شائع ہوا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"چھ جھوٹ تو اہلحدیث مورخہ ۱۰ ر دسمبر میں درج ہو چکے ہیں آج ایک اور خاص افترا اور بہتان ذکر کرتا ہوں۔ جو اس قابل ہے کہ اسپر غزنویہ کے مقدس امام کی منظوری سے امرتسر کی عیدگاہ اہلحدیث میں انکے ساتھ مباہلہ کر کے خوب الحاح و زاری سے دعا کروں۔"

وہ "افترا" اور "بہتان" جس پر مولوی صاحب مباہلہ پر آمادہ ہوئے ہیں انہی کے پیش کردہ الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"مدینہ منورہ میں مولوی ثناء اللہ نے حجاج میں غلط پروپیگنڈا کر کے انکو ابھار کر اس ضروری ٹیکس سے خلاف جو حجاج سے راستوں کے امن کے لئے لیا گیا تھا ایجی ٹیشن کریں اور ایک ایک روپیہ چندہ لیکر عظمۃ السلطان کو ایک احتجاجی تار دلائی۔"

ان سطور میں مولوی صاحب کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ اگر صحیح نہیں ہے تو اسے بھی ایک جھوٹ ہی کہا جا سکتا ہے۔ پھر پہلے چھ جھوٹوں پر اسقدر جوش و خروش کا اظہار نہ کرنا اور اس ایک جھوٹ پر مباہلہ کی دعوت دیدینا ظاہر کرتا ہے کہ اس میں مولوی صاحب کے نقطہ خیال سے کوئی خاص بات ہے اور وہ سوائے اسکے کیا ہے کہ اسمیں سلطان ابن سعود کے خلاف پروپیگنڈا کا ذکر ہے جس سے مولوی صاحب اپنی خاص فوائد وابستہ سمجھتے ہیں۔ گویا مولوی صاحب کو مباہلہ کا خیال بھی آیا تو اپنے دنیوی فوائد اور اغراض کے تحفظ کے لئے نہ کہ کسی دینی امر کے تصفیہ کیلئے

اس سے اگرچہ انکی دنیا طلبی ظاہر ہے لیکن باوجود اس کے ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ انکے خلاف کوئی ایسی بات جسے وہ اپنی دنیوی مصلحتوں کیوجہ سے خلاف واقعہ سمجھتے ہوں زیادہ وقعت رکھتی ہے یا وہ بات جسے وہ خدا تعالٰے کے متعلق "افترا اور بہتان" قرار دیتے ہوں؟ اگر مؤخر الذکر بات زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو خدا تعالٰی پر "افترا اور بہتان" سمجھتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ آجتک انہوں نے کبھی اس بارے میں مباہلہ کی دعوت نہیں دی؟ اور خود دعوت دینا تو الگ بار بار دعوت دئے جانے کے باوجود کبھی اسے منظور کرنے کی جرأت نہیں کی۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ مولوی صاحب زبانی اور تحریری طور پر خواہ عوام کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق گمراہ کرنے اور اندھیرے میں رکھنے کی کتنی ہی کوشش کریں لیکن حقیقت میں احمدیت کی صداقت اور حقانیت کا انپر اسقدر رعب ہے کہ وہ اس بارے میں مباہلہ کرنے کے لئے کبھی تیار نہوں گے؟

کیا ہی اچھا ہو کہ امرتسر کا غزنوی خاندان مولوی ثناء اللہ صاحب کی دعوت مباہلہ پر لبیک کہتا ہوا ان سے شرائط اور دیگر امور متعلقہ کا مطالبہ کرے۔ اسپر یا تو مولوی صاحب نامعقول امور پیش کر کے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرینگے یا اگر اپنی بات پر قائم رہے تو انہیں ایسے امر کے متعلق مباہلہ کے لئے مجبور ہونا پڑیگا جس سے وہ ہمیشہ اپنی جان بچاتے رہے ہیں۔

تعلیمی پالیسی کے متعلق غلط فہمی

وزیر تعلیم نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ تعلیم کے متعلق جو گورنمنٹ کا نصب العین ہے اسے اب سب پسند کریں گے۔ اس نصب العین کا منشاء یہ ہے کہ بہت جلد تمام کے تمام لوگ اسطرح خواندہ ہو جائیں کہ اس خواندگی سے مفید نتائج مرتب ہوں ہمارا طریقہ تعلیم زندگی کی اصل ضروریات کے حسب حال ہو جائے اور جہانتک حالات اجازت دیں انٹرمیڈیٹ درجہ کی تعلیم ایسی حاصل کرنے کے ذرائع صوبے کے تمام حصوں اور لوگوں کے تمام فرقوں کو یکساں حاصل ہوں۔ میں آپکو مختصراً یہ بتا چکا ہوں کہ گورنمنٹ خواندگی کو عالمگیر کرنے کیلئے کیا کیا کوششیں کر رہی ہے۔ آپ یہ سنکر خوش ہوں گے کہ جہاں ترقی کی موجودہ رفتار پر تمام ہندوستان کو خواندہ ہونے کے لئے چالیس سال لگیں گے وہاں پنجاب صرف گیارہ سال میں یہ منزل طے کر لیگا۔" اس موضوع کو جاری رکھتے ہوئے آپنے فرمایا:-

"مجھے امید ہے کہ آپ سب ان باتوں سے اتفاق کریں گے۔ لیکن ابھی تک آپنے یہ نہیں سنا کہ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کے درجہ کی تعلیم کو ہر پنجابی کے لئے قابل حصول بنانے کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ہمارے پاس ہر ضلع میں گورنمنٹ ہائی سکول بھی نہ تھا۔ بعض اضلاع میں یہ کمی موجودہ پرائیویٹ سکولوں سے پوری ہو گئی۔ لیکن دوسرے اضلاع میں لوگ نہ تو مالدار یا اتنے جوش والے نہ تھے کہ پرائیویٹ سکول جاری کر سکتے۔ گورنمنٹ کالج صرف صوبہ کے دارالسلطنت میں ایک تھا اور دو یا تین بڑے شہروں میں پرائیویٹ کالج تھے والدین کو دور دراز اضلاع سے اپنے بچوں کو ان درسگاہوں میں بھیجنا پڑتا تھا۔ خرچ زیادہ ہوتا تھا اور تعلیم نہ صرف کالج ہی میں والدین کی زیر نگرانی نہ ہوتی تھی بلکہ ہائی سکولوں کا بھی یہی حال تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ کسی جگہ تو تعلیم سے اچھے فائدے اٹھائے جاتے تھے اور کسی جگہ لوگ بالکل محروم۔ حالانکہ پنجاب کے اندر تعلیم کے لحاظ سے وہ خطے پیدا ہو گئے جن کو Backward areas (پسماندہ علاقے) کہا جاتا ہے۔ ان ناانصافیوں کو دور کرنے کے لئے جنکا ہر شخص کو علم تھا گورنمنٹ نے ایک نئی پالیسی کی ضرورت محسوس کی۔ علم سے سب لوگوں کو یکساں طور پر بہرہ اندوز کرنے

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر))

کے لئے گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر تحصیل میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول بنایا جائے اور ہر ضلع میں ایک گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج۔ اس غرض کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ مناسب جگہوں پر نئے ہائی سکول کھولے یا مقامی مجلسوں کے سکولوں کو جو مصارف کی تنگی کے باعث اچھی حالت میں نہ تھے پراونشل کر دیا۔ سات گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج کھولے جا چکے ہیں اور تین آیندہ اپریل میں کھولے جائینگے۔ امدادی عطیوں کے معاملہ میں بھی پسماندہ اضلاع کے ساتھ فراخ حوصلگی کا سلوک کیا گیا۔

اس پالیسی سے بہت سے لوگوں کو بڑی غلط فہمی ہوئی ہے اور عموماً بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پالیسی فرقہ دارانہ ہے۔ ایک لمحہ کی سوچ پر ہر شخص کو یقین دلادیگی کہ اس پالیسی کو فرقہ دارانہ کہنا کسقدر نامناسب اور بے انصافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس پالیسی کو اختیار ہی اسی غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ قومیت کے بہترین مقاصد اس سے پورے ہوں۔ کوئی قومی ترقی اسوقت تک ممکن نہیں جبتک کہ ترقی کی رفتار میں آبادی کے بہت بڑے بڑے حصے پیچھے چھوڑ دئے جائیں اور ایک تھوڑے سے حصہ کو آگے سبقت لے جانے کا موقعہ دیا جائے۔ کوئی ترقی اس وقت قومی ترقی نہیں کہلا سکتی جو صرف چند ایک شہروں تک محدود ہو اور گرد و نواح کے اضلاع اسی جہالت کے گڑھوں میں پھنسے رہیں۔ ہمیں بھول نہ جانا چاہیئے کہ قومی ترقی کی رفتار اس امر سے اندازہ کی جاتی ہے کہ قوم کے پسماندہ حصے کی ذہنی۔ اخلاقی اور مادی ترقی کی رفتار کیا ہے۔ اور بدقسمتی سے یہی پسماندہ حصہ ہر جگہ اکثریت میں ہوتا ہے۔ بالکل اسطرح جس طرح جہازوں کے بیڑے کی رفتار کا اندازہ سب سے سست رفتار جہاز سے کیا جاتا ہے۔ ہر صحیح سوچنے والے انسان کو ترقی کی رفتار کو اسی اندازہ سے دیکھنا چاہیئے پسماندہ علاقوں کی مدد کرنے اور انکی جرأت افزائی کرنے کی پالیسی ہی دراصل قومی پالیسی ہے اور اسی سے پنجاب کے ہر گوشہ میں تعلیم کی روشنی پھیل سکتی ہے"۔

ایفائے عہد

الفضل ۱۹؍۱۱ میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ چک ۳۳ جنوبی کے بعض احمدی اصحاب نے باوجود انگریزی نہ جاننے کے ریویو انگریزی کی خریداری میں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ پر مندرجہ ذیل اصحاب نے رقم موعودہ جمع کردی:

۱۔ چودہری علی بخش صاحب نمبردار۔	۳۵	روپے
۲۔ " محمد دین صاحب۔	۷	"
۳۔ انجمن احمدیہ۔	۷	"
۴۔ چودہری شاہ محمد صاحب	۷	"
۵۔ مہر علی صاحب	۷	"

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ انگریزی نہ جاننے والے زمینداروں کا یہ نمونہ انگریزی دان نوجوانوں کیلئے قابل تقلید ہے۔

مفاد ملک کا تقاضا

(ایک لبرل کے قلم سے)

جب سے سر باسل بلیکٹ گورنمنٹ ہند کے مشیر مال مقرر ہوئے ہیں تب سے مالیات ہند کی حالت نہائت تسلی بخش ہوگئی ہے۔ سرکاری قرضہ بڑی حد تک کم ہوگیا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اب گورنمنٹ ہند کو پہلے کی نسبت سرکاری قرضہ پر بہت کم سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ بحیثیت مشیر مال سر باسل بلیکٹ کی شاندار کامیابی اور انکی مالی پالیسی کے متعلق عام باشندگان ہند کے جذبہ پسندیدگی کا اندازہ اس امر واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے دنوں گورنمنٹ ہند نے کئی کروڑ روپیہ کا جو قرضہ پہلے کی نسبت بہت کم شرح سود پر جاری کیا تھا وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر پورا ہوگیا بلکہ گورنمنٹ کو بیشمار درخواستیں جو اس قرضہ کی خریداری کے لئے دی گئی تھیں نامنظور کرنی پڑیں۔

اب ہندوستان کی مالی حکومت کو زیادہ بہتر بنانے کیلئے گورنمنٹ ہند نے کرنسی کمیشن کی سفارش کے مطابق یہ تجویز کی ہے کہ روپیہ کی شرح تبادلہ ۱۸ پنس مقرر کر دیجائے۔ اس تجویز سے عام ہندوستانیوں کو جو عظیم فوائد پہنچیں گے۔ انکو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مختصر طور پر انکو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ روپیہ کی طاقت خرید بڑھ جائیگی اور کاشتکاروں اور متوسط طبقہ کے لوگوں کی آمدنی میں ایک مستقل اضافہ ہو جائیگا لیکن کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ بمبئی کے سوداگر اور انتہا پسند پولٹیکل لوگ اس مفید تجویز کی بڑے زور شور سے مخالفت کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ روپیہ کی شرح تبادلہ ۱۶ پنس مقرر ہونی چاہیئے۔ دوسرے الفاظ میں ان کا مطلب یہ ہے کہ روپیہ کی قیمت ۱۸ آنہ کی بجائے ۱۶ آنہ رہجائے۔ ظاہر ہے کہ اگر انکی یہ تجویز منظور ہو جائے تو اس سے عام ہندوستانیوں کو کسقدر نقصان پہنچیگا۔ جن لوگوں کی آمدنی اٹھارہ روپے ماہوار ہے انکو ۱۸ روپے کی بجائے صرف ۱۶ روپے ہاتھ لگیں گے۔ ۱۸ روپیہ میں سے دو روپیہ کا یہ مفت کا نقصان ایسا نہیں ہے جسے ہندوستانی آسانی سے برداشت کرلے۔

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب اسوقت روپیہ کی شرح تبادلہ عملی طور پر ۱۸ پنس ہی ہے تو اس شرح کو مستقل طور پر ۱۸ پنس کر دینے کی مخالفت کیوں کیجاتی ہے۔ اس سے پیشتر ہندوستانیوں کو شرح تبادلہ کے معین نہ ہونے سے جو نقصان پہنچا ہے اسکو خاموشی سے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اب بھی شرح تبادلہ معین نہ کیگئی تو اس سے ہندوستانیوں کو مزید نقصان پہنچنے کا بھاری احتمال ہے جسکی ذمہ واری بمبئی کے سوداگروں اور پولٹیکل انتہا پسندوں پر ہوگی۔ جو یقیناً اہل ملک کے حقیقی ترجمان نہیں ہیں۔

اگرچہ ان لوگوں کے پیش کردہ دلائل کی دھجیاں سر باسل بلیکٹ اچھی طرح سے اڑا چکے ہیں لیکن اسکے باوجود یہ لوگ یہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ شرح تبادلہ ۱۶ پنس فی روپیہ مقرر ہونی چاہیئے بمبئی کے سوداگر تو سر باسل بلیکٹ کی مخالفت خود غرضی کی بناء پر کر رہے ہیں اور ان کی یہ خود غرضی مفاد ملک کے لئے سخت مہلک ہے۔ مگر پولٹیکل انتہا پسندوں کی مخالفت کا باعث اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ ۱۸ پنس کی تجویز کو پیش کرنیوالی گورنمنٹ ہے۔ جیسا کہ اس سے پیشتر ثابت کیا جا چکا ہے مفاد ملک کا تقاضا یہ ہے کہ سر باسل کی تجویز پاس ہو جائے۔ بمبئی کے سوداگروں کو ذاتی اغراض اور پولٹیکل انتہا پسندوں کو اپنی انتہا پسندی کے زیر اثر اسکی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے ورنہ وہ اہل ملک کو یہ سمجھ لینے پر مجبور کرینگے کہ وہ ہندوستان کے بدترین دشمن ہیں۔

مصباح کی لوکل خریداری

محترمہ اہلیہ مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری نے مصباح کے لئے ۴ خریدار بہم پہنچائے ہیں اور مضمون بھی اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔ قادیان کی دوسری تعلیم یافتہ خواتین کیلئے یہ نمونہ جو سبق سکھاتا ہے وہ ظاہر ہے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔

حب اٹھرا کا نام،

(محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و معمول مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگا لینے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ایک معزز پولیس انسپکٹر کی شہادت

چندر وار اردو شارٹ ہینڈ

قیمت دو روپے (عہ) صرف معہ محصولڈاک

میں نے کتاب چندر وار شارٹ ہینڈ کا ملاحظہ کیا۔ یہ کتاب واقعی شارٹ ہینڈ مضمون میں بے نظیر اور سب سے اچھی ہے۔ مبتدی تھوڑی سی میعاد میں اچھی طرح شارٹ ہینڈ کے فن سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس سے بہتر اس مضمون پر اس سے پہلے میری نظر سے نہیں گذری۔ دستخط مرزا اعظم بیگ صاحب گورنمنٹ پنشنر محکمہ پولیس

نوٹ: ہر ایک خواندہ کے لئے اور خصوصاً لیکچرز۔ تقاریر۔ مناظرات و مباحثات لکھنے والوں اور طالب علموں۔ غرضیکہ ہر ایک ذی علم اصحاب کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے۔

پتہ

شیخ الہی بخش۔ رحیم بخش۔ بک سیلرز پبلشرز۔ گجرات۔ پنجاب،

احمدی جماعت کو مبارک ہو

کہ قرآن کریم کا مستند اور صحیح ترجمہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممتاز اور جلیل القدر محقق علوم ظاہری و باطنی کے باخبر اور عالم باعمل۔ فاضل بے بدل عمدۃ المتکلمین زبدۃ العارفین رئیس المفسرین عالم حقائق و معارف حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کا اردو ترجمہ چھپ گیا ہے۔ جس کے لئے احباب مدت مدید و عرصہ بعید سے راہ دیکھتے تھے اور نہایت ہی بے تاب تھے۔ قیمت بے جلد ہے۔ مجلد کپڑا للعہ۔ چرمی عمہ۔ حجم صرف ایک انچ۔ **اسلامی فلاسفی** معہ فوٹو ۵ر مجلد ۱۲ **درثمین** معہ فوٹو ۸ مجلد ۱۹ **احمدیہ نوٹ بک** مجلد عمر بے جلد ۱۲ دست جس میں ادھائی ہزار دلائل ہیں۔ **محقق** عمہ۔ **قرآن کریم** بطرز لیسرنا القرآن اصلی اور منظور کردہ گورنمنٹ سے مجلد ۱۲۔ **ازالہ اوہام** مکمل ۲۔ **فتح اسلام توضیح** ہر دو کی قیمت ۸ر اور ان میں سے ایک کی قیمت بھی ۵ر۔ **انیسویں صدی کا مہدی** ۱۰ر **حمائل شریف** مجلد ۱۲ر **سرمہ چشم آریہ** ۱۲ر عایتی ۹ر **درس القرآن** عہ رعایتی ۹ر **حق الیقین** ۱۲ر **منہاج الطالبین** ۱۰ر از دو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ **الواح الہدیٰ** ۱۲ر **آپ بیتی مجاہد** بخارا کے عمدہ حالات ۴ر **ٹیپو سلطان** کے سرگذشت ۴ر **ابطال حقیقت وید** ۱۰ر **التشریح الصحیح لالہامات المہدی والمسیح** ۸ر **ثنائی فوٹو** ۴ر **قرع ثنائی** ۳ر **اخلاق خاتون** ۴ر **تعلیم خاتون** ۴ر **موعود آخر الزمان** ۲ر **نئی جنتری** ۲ر **حیات نور الدین** جس میں حضرت خلیفہ اول کے پیدائش تا وفات قادیان کے حالات درج ہیں معہ فوٹو قیمت ۱۰ر **اسوۂ حسنہ** از سید محمد اسحاق صاحب ۱۲ر **کشتی نوح** ۶ر **حقیقۃ الوحی** صمہ۔ **سرور دو عالم** نبی کریم کے حالات نہایت اچھوتے طرز پر ۱۲ر **بشارت عظمیٰ** حضرت مسیح موعود کے حالات نرالے و انوکھے طریق پر۔ **چشمہ ہدایت** آریوں کے رد میں زبردست کتاب ہے۔ قیمت ۵ر

نئی کتب پنجابی

مسجد لنڈن ۳ر **عشق مسیح** ۳ر **فقیر کی صدا** ۳ر **ذکر حبیب** ۱ر **احمدی جھنڈا** ۳ر **نعمت اللہ کی شہادت** ۲ر **دو** ۳ر **کامن احمدی** ۲ر **دھوتی ٹوپی** ۳ر

(نوٹ) محقق الگ نہیں مل سکیگی۔ جب تک کم از کم آٹھ روپے کی کتب اس کے ساتھ نہ خریدی جاویں۔ ان کے علاوہ دیگر سلسلہ کی کتب کے ملنے کا پتہ یہ ہے:

نصیر بک ایجنسی قادیان،

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ یکم جنوری۔ ڈائرکٹر جنرل پوسٹ و ٹیلیگراف اعلان کرتا ہے کہ کلکتہ سے دہلی بمبئی اور لاہور تک ٹیلیفون کا جدید سلسلہ مکمل ہو گیا ہے۔ کلکتہ سے براہ دہلی و بمبئی تک کا فاصلہ ۱۸۰۰ میل سے زیادہ ہے۔

لاہور ۲ جنوری۔ پنجاب میں حسب ذیل وزرا مقرر ہوئے ہیں۔ سردار جگندر سنگھ۔ مسٹر منوہر لال ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا۔ اور ملک فیروز خاں نون بیرسٹر ایٹ لا۔ اس کا اعلان کہ ان وزرا کو کس کس شعبے کی وزارت تفویض کی گئی۔ بعد میں کیا جائے گا۔

امرتسر ۳۰ دسمبر۔ کل رات کو بازار مصری والا میں آگ لگ گئی جو قریب کی چند دکانوں تک پھیل گئی۔ تقریباً بارہ دکانیں نذر آتش ہو گئیں۔ صرف جائداد غیر منقولہ کا ۲ لاکھ کے قریب نقصان ہوا۔

دہلی ۳۱ دسمبر۔ ملک معظم نے اس تجویز کو منظور فرما لیا ہے کہ ہندوستان کے جدید پایۂ تخت کا نام نئی دہلی رکھا جائے۔

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن۔ ۳۰ دسمبر۔ ایک جماعت ذیوروخ سے ایران کو روانہ ہوئی۔ جو اس ریلوے لائن کی سروے کرے گی جس کا تعمیر کرنا طہران اور خلیج فارس کے درمیان تجویز ہوا ہے۔ مصارف تعمیر کے لئے ۷ لاکھ پونڈ کے قرضہ کی ضرورت ہے۔ جس پر انگریزی اور امریکن بنک غور کر رہے ہیں۔

گواٹا قویل۔ ۳۰ دسمبر۔ ریاست کولمبیا کی سرحد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ موچکال اور الدانہ دونوں شہر زلزلہ کی وجہ سے برباد ہو گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس زلزلہ کا تعلق کوہ کمبرال کی تازہ آتش فشانی سے ہے۔ شہر نار نجیتو کو آگ نے قطعی خاک کا ڈھیر کر دیا ہے۔ نقصان کا تخمینہ ۲½ لاکھ سے زائد کیا جاتا ہے۔

سنگاپور۔ ۳۱ دسمبر۔ ریاستہائے ملایا میں گذشتہ تین روز کے اندر ۱۵ انچ بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے غیر معمولی سیلاب آیا۔ دس روز سے ربڑ کے باغیچوں اور رانگہ کی کانوں میں کام بند ہے۔ ضلع ایپوہ میں بھی ۵ لاکھ ڈالر کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

لاگوس۔ ۳۰ دسمبر۔ اسکاوٹ (طلیبہ) داخلہ جو دنیا کا سفر بائیسکل پر کر رہے ہیں۔ جیاں گولڈ کوسٹ (ساحل الذہب) کو جاتے ہوئے وارد ہوئے آپ نے الجزائر سے سوار ہو کر صحرائے اعظم کو عبور کیا۔ اور اب شمالی نائیجیریا کے جنگلوں سے گذر رہے ہیں۔

رگبی یکم جنوری۔ دو ہی تین مہینہ کے اندر باشندگان لنڈن آسٹریلیا کینیڈا اور جنوبی افریقہ سے بذریعہ لاسلکی ٹیلیفون گفتگو کر سکیں گے۔ تمام ڈاک کی نجات [illegible]

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے قادیان سے شائع کیا)